روزنامہ
الفضل ربوہ
ایڈیٹر: نسیم سیفی
فون ۴۴۹
رجسٹرڈ نمبر ایل ۵۲۵۴

جلد ۴۰/۷۵ | اتوار ۔ ۲۱ ربیع الثانی ۱۴۱۱ھ، ۱۱ نبوت ۱۳۶۹ ہش، ۱۱ نومبر ۱۹۹۰ء | نمبر ۲۰۴

خطرات کا مقام

"آخری طور پر اللہ ہی بہتر جانتا ہے کہ کسی کی نیت کیا ہے۔ اسلئے نیت کی پہلی اصلاح تو یہ ہونی چاہیئے اور وہ پہلا اور سب سے اہم قدم ہے کہ انسان غور کرے کہ میں کیوں (تارک وطن) بن کر اپنے وطن سے نکلا تھا۔ اور اگر نیت میں اس بات کا غلبہ نہ ہو کہ میں اللہ کی طرف جارہا ہوں اور خدا کے ساتھ تعلق کیلئے مجھے وہاں زیادہ سازگار ماحول میسر آئے گا اور خدمتِ دین کی آزادی میسر ہوگی تو پھر ایسا شخص خطرات کے مقام پر کھڑا ہے"۔

(ارشاد سیدنا حضرت امام جماعت احمدیہ (الرابع) ایدہ اللہ
الفضل ۲۷ ستمبر ۱۹۹۰ء صفحہ ۲)

ارشاداتِ عالیہ سیدنا حضرت اقدس بانی سلسلہ عالیہ احمدیہ

"جو خدا تعالیٰ پر توکل کرتا ہے خدا تعالیٰ اس کا کوئی سبب پردۂ غیب سے بنا دیتا ہے۔ افسوس کہ لوگ اس راز کو نہیں سمجھتے کہ متقی کے لئے خدا تعالیٰ کبھی ایسا موقعہ نہیں بناتا کہ وہ سودی قرضہ لینے پر مجبور ہو۔ یاد رکھو جیسے اور گناہ ہیں مثلاً زنا، چوری ایسے ہی یہ سود دینا اور لینا ہے۔ کس قدر نقصان دہ یہ بات ہے کہ مال بھی گیا، حیثیت بھی گئی اور ایمان بھی گیا۔ معمولی زندگی میں ایسا کوئی امر ہی نہیں کہ جس پر اتنا خرچ ہو جو انسان سودی قرضہ لینے پر مجبور ہو۔ مثلاً نکاح ہے اس میں کوئی خرچ نہیں۔ طرفین نے قبول کیا اور نکاح ہو گیا۔ بعد ازاں ولیمہ سنت ہے۔ سو اگر اس کی استطاعت بھی نہیں تو یہ بھی معاف ہے۔ انسان اگر کفایت شعاری سے کام لے تو اس کا کوئی بھی نقصان نہیں ہوتا۔ بڑے افسوس کی بات ہے کہ لوگ اپنی نفسانی خواہشوں اور عارضی خوشیوں کے لئے خدا تعالیٰ کو ناراض کر لیتے ہیں جو ان کی تباہی کا موجب ہے"۔

(ملفوظات جلد دہم صفحہ ۱۱۰-۱۱۱)

"انسان کو چاہیئے کہ اپنے معاش کے طریق میں پہلے ہی کفایت شعاری مدنظر رکھے تا کہ سودی قرضہ اُٹھانے کی نوبت نہ آئے جس سے سود اصل سے بڑھ جاتا ہے۔ ابھی کل ایک شخص کا خط آیا تھا کہ ہزار روپیہ دے چکا ہوں۔ ابھی پانچ چھ سو باقی ہے۔ پھر مصیبت یہ ہے کہ عدالتیں بھی ڈگری دے دیتی ہیں۔ مگر اس میں عدالتوں کا کیا گناہ جب اس کا اقرار موجود ہے تو گویا اس کے یہ معنے ہیں کہ سود دینے پر راضی ہے۔ پس وہاں سے ڈگری جاری ہو جاتی ہے"۔

(ملفوظات جلد دہم صفحہ ۱۱۱)

محترمہ صاحبزادی ناصرہ بیگم صاحبہ بیگم محترم صاحبزادہ مرزا منصور احمد صاحب کی صحت آنکھ کے آپریشن کے بعد اگرچہ بہتر ہے تاہم احباب کرام سے درخواست ہے کہ محترمہ صاحبزادی صاحبہ کو کامل صحت عطا ہونے کے لئے درد دل سے دعائیں جاری رکھیں۔

ربوہ ۔ مورخہ ۲ نومبر ۱۹۹۰ء کو بیت الاقصیٰ میں نماز جمعہ محترم حافظ مظفر احمد صاحب صدر مجلس خدام الاحمدیہ پاکستان نے پڑھائی اور نماز سے قبل خطبہ دیا۔ اس میں محترم حافظ صاحب نے اللہ تعالیٰ کی ذات پر کامل ایمان رکھنے اور اسی سے اپنی سب امیدیں وابستہ کرنے کی طرف توجہ دلائی، نیز یہ کہ یوم آخرت پر کامل ایمان رکھنا ضروری ہے۔ اور یوم حساب کی آمد سے قبل اس کی تیاری پر زور دیا جائے۔ محترم حافظ صاحب نے حضرت نبی کریمؐ کی بابرکت زندگی کی چند نہایت حسین و دلکش مثالیں بیان فرمائیں۔

خطبہ ثانیہ میں محترم حافظ صاحب نے سالانہ اجتماع خدام، لجنات و اطفال کی تیاری کے لئے خصوصی دعاؤں کی تحریک کی۔

سالِ نو تحریک جدید کا اعلان

بذریعہ فون اطلاع ملی ہے کہ سیدنا حضرت امام جماعت احمدیہ (الرابع) نے ۲ نومبر کے خطبہ جمعہ کے ذریعہ تحریک جدید کے ستاونویں سال کا اعلان فرما دیا ہے اور مخلصین جماعت اور دنیا بھر کی جماعتوں کو معقول اضافہ کے ساتھ قربانیاں پیش کرنے کی دعوت دی ہے۔ جملہ عہدیداران حضرات جلد از جلد قربانیاں پیش کر کے سبقت کے ثواب سے بہرہ ور ہوں۔

(وکیل المال اوّل تحریک جدید ربوہ)

اپنی استطاعت کے مطابق غریبوں کی امداد ضرور کیجئے۔ معاشرہ کی ناہمواری دُور کرنے کا یہ بہترین طریق ہے۔

جب خدا تعالیٰ پکڑتا ہے تو پھر کوئی نہیں بچا سکتا

اقتباس از خطبہ جمعہ فرمودہ سیدنا حضرت امام جماعت احمدیہ (الاوّل) اللہ تعالیٰ آپ سے راضی ہو

"ایک شہر میں ایک بڑا آدمی تھا۔ مجھ سے اس کی عداوت تھی۔ مجھے خیال آیا میں اس کے پاس گیا وہاں لوگ جمع تھے جوں جوں لوگ کم ہوتے جاتے میں آگے بڑھتا جاتا تھا جب سب لوگ چلے گئے اور دو آدمی ایک اس کا منشی اور ایک شخص جو کہ میرے دوست تھے رہ گئے تو اس نے میری طرف دیکھا اور کہا آج آپ کیسے آگئے میں نے کہا کہ میں اس لئے آیا ہوں کہ آپ لوگوں کو نصیحت کرنے والا کوئی نہیں۔ کوئی ناصح تو آپ کو نصیحت نہیں کر سکتا کیونکہ آپ بڑے آدمی ہیں مگر ہر ایک بڑے آدمی کے لئے اس کے شہر میں کھنڈرات اس کے لئے ناصح ہوتے ہیں کیا آپ کے پاس کوئی ایسی یادگار نہیں۔ اس نے کہا کہ مولوی صاحب آگے آجیے۔ میں بہت آگے بڑھا۔ وہ مجھ کو اس کھڑکی کے بالکل پاس لے گیا جس میں بیٹھا کرتا تھا۔ مجھے کہنے لگا کہ اور آگے ہو جیئے میں اور آگے بڑھا۔ اس نے پھر کہا کہ اور آگے ہو جیئے اور آگے تو کیا ہوتا میں نے اس کھڑکی میں اپنے سر کو بہت قریب کر دیا۔ اس نے کہا کہ یہ جو آپ کے سامنے ایک محرابدار دروازہ نظر آتا ہے اس کا مالک میری قوم کا آدمی تھا اور وہ اتنا بڑا شخص تھا کہ ایک قسم کی سرخ چھتری جب وہ گھوڑے پر سوار ہو کر چلا کرتا تھا تو اس کے اُوپر لگا کرتی تھی۔ اور میں سیاہ بھی نہیں لگا سکتا اب اس کی بیوی میرے گھر میں برتن مانجھنے پر ملازمہ ہے یہ بھی سن لیجئے کہ میں اپنے اس تخت کو چھوڑ کر جو آپ کے سامنے پڑا ہوا ہے ہمیشہ اس کھڑکی میں بیٹھا کرتا ہوں مگر اس تخت کو چھوڑنے اور اس کھڑکی میں بیٹھنے کی حقیقت مجھے آج ہی معلوم ہوئی ہے پھر جب کچہری کا وقت ہو گیا میں اسی جوش میں

باقی صفحہ ۷ پر

Digitized by Khilafat Library Rabwah

روزنامہ
الفضل
ربوہ

پبلشر : آغا سیف اللہ، پرنٹر: قاضی منیر احمد
مطبع : ضیاء الاسلام پریس - ربوہ
مقام اشاعت : دار النصر غربی - ربوہ

قیمت
ایک روپیہ پچاس پیسے

۱۱ر نبوت ۱۳۶۹ ہش ۔ ۱۱ر نومبر ۱۹۹۰ء

ماحولیات کا دوسرا پہلو

دنیا بھر میں ماحولیات کو صاف ستھرا رکھنے کے لئے بڑی جدوجہد کی جا رہی ہے۔ کوڑے کرکٹ کے ڈھیر اٹھائے جائیں۔ دھواں کم کیا جائے۔ گرد و غبار سے نجات حاصل کی جائے۔ جنگلات کو قائم رکھ کے بلکہ ان کے رقبہ کو بڑھا کر فضا صاف کرنے کا انتظام کیا جائے۔ پانی صاف ستھرا مہیا کیا جائے۔ جوہڑ وغیرہ کی گندگی صاف کی جائے۔ غرضیکہ ہر وہ چیز جو آلودگی کے باعث انسانی زندگی پر اثر انداز ہو سکتی ہے اور صحت جسمانی کو خطرے میں ڈال سکتی ہے اس سے چھٹکارا حاصل کرنے کی کوشش کی جا رہی ہے۔

اس مقصد کے حصول کے لئے ہینڈ آؤٹ جاری کئے جاتے ہیں ہدایات دی جاتی ہیں اور اس بات کی نگرانی بھی کی جاتی ہے کہ ان ہدایات پر کہاں تک عمل درآمد ہوتا ہے زیادہ تر تو یہ کوششیں اجتماعی اور سرکاری پروگراموں کے ذریعہ عمل میں لائی جا رہی ہیں لیکن اس بات کی بھی تلقین کی جاتی ہے کہ انفرادی طور پر بھی جدوجہد کرنی چاہیئے۔ کیونکہ بالآخر افراد ہی آلودگی سے متاثر ہو کر اپنی صحت کو خطرے میں ڈالتے ہیں۔ اگر کوئی شخص گندگی دیکھ کر کہے کہ مجھے کیا۔ تو اسے معلوم ہونا چاہیئے کہ سبھی کچھ اسی کو ہے۔ دھواں ہے تو اس کے پھیپھڑوں میں جاتا ہے۔ کوڑا کرکٹ ہے تو اس کی بو سے وہی متاثر ہوتا ہے۔ اس لئے سب کا فرض ہے کہ حتی المقدور آلودگی اور گندگی کو اپنے ماحول میں کم کرے اور صفائی کا اہتمام کرے۔

یہ سب کچھ درست۔ لیکن ہمارے ماحول سے مراد صرف یہی کچھ نہیں۔ ہمارے ارد گرد رہنے والا ہر شخص ہمارے ماحولیات کا حصہ ہے۔ وہ صاف بھی ہو سکتا ہے اور آلودہ بھی۔ وہ دیانت دار بھی ہو سکتا ہے اور بد دیانت بھی۔ وہ راست باز بھی ہو سکتا ہے اور جھوٹا بھی۔ وہ دیندار بھی ہو سکتا ہے اور بے دین بھی۔ وہ رحمدل بھی ہو سکتا ہے اور ظالم بھی۔ وہ ہمدرد بھی ہو سکتا ہے اور ہمدردی سے عاری بھی۔ وہ اجتماعی ذہن رکھنے والا بھی ہو سکتا ہے اور انا پرست بھی۔ یہ سب باتیں ہمارے ساتھ تعلق رکھتی ہیں۔ ہماری زندگی کو بناتی بھی ہیں اور بگاڑتی بھی۔ یہ سب باتیں ہمیں اچھی زندگی بھی دے سکتی ہیں اور ہماری زندگی اجیرن بھی بنا سکتی ہیں۔ لیکن ہم کہاں تک ان باتوں کو مدنظر رکھتے ہیں۔ ہم کوڑا کرکٹ تو اٹھوا دیتے ہیں۔ ہم ایک گندے ذہن والے شخص کی تربیت کا کب خیال کرتے ہیں۔ کیا یہ بات ہمارے سوچنے والی نہیں۔ کیا یہ ہمارے ماحولیات کا حصہ نہیں۔

کیا لکھتے ہیں، کیوں لکھتے ہیں، اخبار ہمارے
خبروں سے بدل دیتے ہیں اطوار ہمارے
پاتال کے سینے میں اُتر جائیں گے ہم لوگ
ہر لمحہ جو گرتے رہے معیار ہمارے

ابوالاقبال

○

گھرا ہوا تھا میں جس روز نکتہ چینوں میں
وہ بے لحاظ کھڑا تھا تماش بینوں میں

وہ کشمکش ہوئی انکار کے قرینوں میں
رہا نہ فرق شریفوں میں اور کمینوں میں

مری خبر سرِ اخبار چھاپنے والا
ملا تو ڈوب گیا شرم سے پسینوں میں

وہ اپنے عہد کی آواز کا ڈرایا ہوا
کھڑا تھا صورتِ دیوار ہم نشینوں میں

نحیف رُوح بلکتی رہی کنارے پر
بدن کا بوجھ بہا لے گئے سفینوں میں

ق

یہ کس کے عکس کی آہٹ مکان میں آئی
یہ کون ہولے سے اترا ہے دل کے زینوں میں

وہی لباس۔ خد و خال ہیں وہی اس کے
وہ ایک پھول ہے خوشبو کے آبگینوں میں

کبھی تو اس سے ملاقات ہوگی جلسے پر
کبھی تو آئے گا وہ وصل کے مہینوں میں

صلیب عشق پہ چڑھنے کی دیر تھی مضطرؔ
وہ پھول برسے گڑھے پڑ گئے زمینوں میں

چوہدری محمد علی

حضرت بانی سلسلہ عالیہ احمدیہ فرماتے ہیں
”تم خوش ہو اور خوشی سے اُچھلو کہ خدا تمہارے ساتھ ہے۔ اگر تم صدق اور ایمان پر قائم رہو گے تو فرشتے تمہیں تعلیم دیں گے اور آسمانی سکینت تم پر اُترے گی اور روح القدس سے مدد دیئے جاؤ گے اور خدا ہر ایک قدم میں تمہارے ساتھ ہوگا۔ اور کوئی تم پر غالب نہیں ہو سکے گا۔ خدا کے فضل کی صبر سے انتظار کرو۔ گالیاں سنو اور چپ رہو۔ ماریں کھاؤ اور صبر کرو۔ اور حتی المقدور بدی کے مقابلہ سے پرہیز کرو تا آسمان پر تمہاری مقبولیت لکھی جاوے“

Digitized by Khilafat Library Rabwah

مولانا غلام باری سیف

محترم صاحبزادہ ڈاکٹر مرزا منور احمد صاحب

محترم ڈاکٹر حشمت اللہ صاحب کی ریٹائرمنٹ پر صاحبزادہ مرزا منور احمد صاحب نے نور ہسپتال اور بعد میں فضل عمر ہسپتال کا چارج سنبھالا۔ تقسیم ملک کے بعد جسونت بلڈنگ کے ایک کمرہ میں اور پھر ربوہ میں اس ادارہ نے جو ترقی کی۔ اس میں بہت اہم دخل محترم ڈاکٹر مرزا منور احمد صاحب کا بھی ہے۔

ربوہ میں فضل عمر ہسپتال میں بہت مختصر عملہ کے ساتھ آپ نے کام کا آغاز کیا۔ اور جب آپ ہسپتال سے رخصت ہوئے تو ہسپتال ایک مثالی شفا خانہ بن چکا تھا۔ ہسپتال کی تزئین، آرائش اس کی سرسبز کیاریاں اور درخت آپ کی حسین یادگار ہیں۔

محترم ڈاکٹر صاحب حضرت فضل عمر کے بھی معالج تھے۔ حضور کے علاج کے سلسلہ میں آپ نے حضرت فضل عمر کے ساتھ یورپ کا سفر کیا۔ آپ کی تشخیص اور پیشہ کی مہارت کا خوب چرچا تھا۔ اور خاکسار کو اس کا ذاتی علم اور تجربہ ہے۔ میرے والد محترم حکیم چراغدین صاحب ایک بار جلسہ پر آئے تو خون تھوکتے تھے۔ جلسہ کے بعد حضرت میاں منور احمد صاحب نے دیکھا تو مجھے سرگودہا سے ایکسرے کروانے کے لئے کہا۔ ان دنوں ربوہ کے ہسپتال میں ایکسرے کا انتظام نہ تھا۔ جب ایکسرے کا نتیجہ آیا تو مجھے فرمایا میرا یہی خیال تھا دل بڑھ گیا ہے۔ آپ نے دوائیاں تجویز کیں اور بفضل تعالیٰ والد صاحب کو صحت ہو گئی۔

ایک بار خاکسار سلسلہ کے کام کے ضمن میں کئی روز تک باہر رہا۔ گھر واپس لوٹا تو بیوی کو بخار اور کھانسی تھی۔ اس وقت ہمارے محلہ فیکٹری ایریا میں آبادی بہت کم تھی اور ہمارے مکان کے اردگرد کوئی آبادی نہ تھی۔ راتیں بھی فکرمندی میں گذرتیں محترم صاحبزادہ صاحب کو دکھایا تو فرمایا تپ دق ہو گئی ہے۔ لیکن بالکل ابتدائی حالت ہے۔ اور پھر آپ نے جس محبت اور شفقت سے علاج کیا۔ اس کی دو تین مثالیں پیش کرتا ہوں۔ ایک روز میں ہسپتال آپ کی خدمت میں حاضر ہوا۔ تو آپ نے فرمایا کہ گھر چل کر دیکھنا ہے۔ میں پہلے ہسپتال سے فارغ ہو جاؤں۔ گرمیوں کے دن تھے۔ قریباً ایک بجے کے قریب ہم دونوں سائیکل پر فیکٹری ایریا گئے۔ محترم میاں صاحب نے مریضہ کو دیکھا اور علاج تجویز فرمایا۔ ایک روز میں مریضہ کے لئے آپ کی خدمت میں حاضر ہوا تو آپ نے بتلایا کہ میں صبح حضرت فضل عمر کے ساتھ سفر پر باہر جا رہا ہوں تم ان کو قصر امامت لے آنا میں وہیں دیکھ لوں گا۔ چنانچہ میں نے ایسا ہی کیا اور آپ نے قصر امامت میں ہی مریضہ کو دیکھ لیا۔ اللہ تعالیٰ جزائے خیر عطا فرمائے صاحبزادہ صاحب کو۔ آج بیس تیس سال گذر گئے ہیں۔ دوبارہ اس بیماری نے نہ عود کیا۔ بلکہ اس کے بعد اللہ تعالیٰ نے اولاد بھی دی۔ اس بیماری کے ایام میں مجھے بہت فکر تھا صاحبزادہ مرزا بشیر احمد صاحب کا خط موصول ہوا کہ گھبرانے کی کوئی ضرورت نہیں۔ اس بیماری پر قابو پا لیا گیا ہے۔ دوائی جاری رکھیں۔ اور حضرت میاں صاحب نے کچھ رقم بھی ارسال فرمائی۔ ان دنوں حضرت میاں صاحب ناظر خدمت درویشان تھے غذا کے لئے خاکسار نے پرندوں کا گوشت، اس کی یخنی کا استعمال اہلیہ محترمہ کو کثرت سے کروایا۔

ایک جلسہ سالانہ پر خاکسار کی تائی صاحبہ اور رضاعی والدہ بہت بیمار ہو گئیں۔ ان دنوں کتنا ہجوم ہوتا ہے کام اور مہمانوں کا خاکسار حضرت میاں صاحب کی خدمت میں حاضر ہوا۔ آپ گھر تشریف لے گئے اور مریضہ کو دیکھ کر علاج تجویز فرمایا۔

اللہ تعالیٰ نے حضرت میاں صاحب کو اعلیٰ اور نفیس ذوق عطا فرمایا تھا۔ لباس، طرز رہائش اور باغبانی میں ایک عمدہ مثال تھے۔ اپنے گھر میں نرگس کے پھول کثرت سے لگاتے جب پھول اترتے تو آپ مختلف دفاتر افراد اور صدر صاحبان میں تقسیم فرماتے۔

خدام الاحمدیہ

آپ مجلس خدام الاحمدیہ مرکزیہ میں اس وقت نائب صدر رہے جب حضرت فضل عمر اس مجلس کے صدر تھے۔ خاکسار کو بحیثیت مہتمم، معتمد۔ پھر بطور نائب صدر نمبر ۲ کے طور پر کام کرنے کا موقع ملا۔ کبھی آپ نے اپنے ساتھ کام کرنے والوں سے ترش روئی یا سخت کلامی نہ کی کام کرنے والوں کا ہمیشہ خیال رکھا اور ان کی دلجوئی کی۔

آپ کو ذوق عبادت عطا تھا۔ نماز کے بعد ذکر الٰہی کی عادت تھی۔ نوافل سے بھی شغف تھا۔

تیاری

دانش مند وہ ہے جو موت کو یاد رکھتا ہے اور اس کی تیاری کرتا ہے۔ صاحبزادہ مرزا مبشر احمد صاحب نے بتلایا کہ وفات سے ایک دن پہلے آپ نے اس جگہ بیٹھے مجھے بلایا۔ فرمایا کہ میں نے چندہ کا پیسہ پیسہ ادا کر دیا ہے۔ اور یہ میرے وصیت کے کاغذات ہیں۔

آپ نے آخری سفر جو لندن کا اختیار کیا۔ اس سے پہلے خاکسار آپ کی خدمت میں حاضر ہوا۔ دیر تک آپ سے ملاقات رہی۔ دل کی بیماری کے بارہ میں تفصیلی ہدایات سے نوازتے رہے۔

امامت کا احترام

ہماری جماعت کا طرۂ امتیاز تنظیم اور اس کا احترام ہے اور تنظیم کی جان اور روح نظام قدرت ثانیہ ہے ہمارے ثمرات ہیں، ایمان میں امامت سے وابستگی اور اس کا احترام شامل ہے۔ اور خاکسار کا علم یہی ہے کہ محترم میاں صاحب اس اصل کو خوب سمجھتے تھے۔ خاندان حضرت بانی سلسلہ احمدیہ کا فرد ہونے کے باوجود آپ ایک عام احمدی کی طرح امامت کا احترام اور ادب کرتے بلکہ اس بارہ میں خاندان حضرت بانی سلسلہ ہمارے لئے نمونہ اور عمدہ مثال ہیں۔

خاکسار میرپور خاص میں تھا جب میاں صاحب کی رحلت کی اندوہناک خبر ملی۔ کئی بار آنکھیں ڈبڈبا آئیں۔ اور اس وقت یہ خیال تھا کہ پیارے امام کو پردیس میں کتنے پیاروں کی جدائی کا صدمہ برداشت کرنا پڑا۔ یہ تصور بار بار آتا اور دعا کی تحریک ہوتی۔ اللہ کرے یہ فرقت کے لمحات مختصر ہوں۔ اللہ تعالیٰ سے دعا ہے کہ محترم میاں صاحب کے درجات بلند فرمائے اور آپ کے اہل و عیال پر اپنی رحمت و شفقت کا سایہ رکھے۔

دفتر سے خط و کتابت کرتے وقت چٹ نمبر کا حوالہ ضرور دیں
مینیجر

جاپان میں تخت نشینی

۱۲ نومبر کو جاپان کی حکومت شہنشاہ آکی ہیٹو کو سرکاری طور پر تخت نشین کرائے گی۔ اس دن کے لئے تیاریاں مکمل کی جا چکی ہیں۔ ۱۵۰ ملکوں کے اعلیٰ نمائندگان اس تقریب میں شرکت کریں گے اور ۳۲۰۰۰ سے زائد سپاہی ٹوکیو کے شہر میں ایک کمبل کی طرح چھائے رہیں گے۔ اس تقریب کے لئے کہا جاتا ہے کہ بیرونی ممالک کے عمائدین جن کی تعداد ۵۰۰ ہو گی۔ اور جاپان کے اپنے لوگ جن کی تعداد ۲۰۰۰ ہو گی۔ ان تقریبات میں بھرپور حصہ لیں گے اور شہنشاہ کو اس تقریب کے موقعے پر مبارکباد پیش کریں گے۔ اگرچہ ۱۲ نومبر کو عام چھٹی کا دن قرار دیا گیا ہے لیکن جو کچھ دیکھنے میں آرہا ہے اس سے یہ اندازہ لگایا جاتا ہے کہ جتنی گہما گہمی اور چہل پہل ہونی چاہیئے شاید اتنی نہ ہو اس کی ایک وجہ یہ بھی ہے کہ بائیں بازو کی جماعتوں کا خیال ہے کہ بجائے اس کے کہ شہنشاہ کو عوام کی صرف نمائندگی دی جائے جیسا کہ جنگ عظیم کے بعد کی تیار کردہ کانسٹی ٹیوشن چاہتی ہے۔ انہیں باقاعدہ ہیڈ آف سٹیٹ بنایا جا رہا ہے یعنی ان کو اختیارات سے تجاوز کر کے وہ حیثیت دی جا رہی ہے۔ جو انہیں دستور کے مطابق نہیں دی جا سکتی۔

جب تخت نشینی کی یہ تقریب ۱۲ نومبر کو ختم ہو جائے گی تو اس کے بعد ۲۲ نومبر کو اسی تخت نشینی کو مذہبی طور پر دوبارہ تقریب کی صورت میں پیش کیا جائے گا۔ یہ مذہبی تقریب ایک نجی تقریب سمجھی جاتی ہے اور اس تقریب کے بعد شہنشاہ اور ان کی ملکہ کھلی گاڑی میں بیٹھ کر سارے شہر کا چکر لگائیں گے۔ شہنشاہ جاپانی باشندوں سے خطاب کریں گے اور وزیراعظم اور ان کے ساتھ دوسرے لوگ تالیاں بجا کر ان کے خطاب کو داد و تحسین پیش کریں گے۔ بیرونی ممالک کے جو عمائدین اس تقریب میں شرکت کریں گے انہیں داد و تحسین دینے کی ضرورت نہیں۔ مقامی آدمی تو بنزائی BANZAI لفظ پکاریں گے لیکن بیرونی لوگ خاموش رہیں گے۔

اس وقت شہنشاہ اور ان کی ملکہ دونوں کی عمر ۵۶ سال ہے جب یہ دوسری تقریب ختم ہو جائے گی۔ تو ایک محکمہ انصاف کی طرف سے ایک بہت بڑی دعوت کا انتظام کیا

باقی ص ۸ پر

Digitized by Khilafat Library Rabwah

پروفیسر میاں محمد افضل

پاکستان میں نصاب سازی

مکرم قریشی عبدالحلیم شرر صاحب کا مضمون "ہمارا نظام تعلیم اور نصاب" پڑھنے کا موقعہ ملا۔ موضوع مزید تفصیلات کا متقاضی ہے اس لئے نصاب سازی کے عمل کے متعلق کچھ عرض کرنا مناسب سمجھا تا یہ معلوم ہو سکے کہ یہ کون کون سے مراحل سے گذرتا ہے۔

تعلیم ایک ایسا شعبہ ہے جو بیک وقت وفاقی اور صوبائی حکومتوں کی تحویل میں ہے مثلاً نصاب سازی کے عمل کو ہی لے لیجئے اسکے لئے اسلام آباد میں وفاقی وزارتِ تعلیم کی ایک شاخ CURRICULUM WING جو (نصاب سازی کا ادارہ) کہلاتی ہے، ذمہ دار ہے۔ پہلی جماعت سے بارھویں جماعت تک کا سلیبس یہ ادارہ تیار کرتا ہے۔ مختلف مضامین کے لئے مختلف قومی نصاب کمیٹیاں ترتیب دی جاتی ہیں۔ ان میں سارے صوبوں کے نمائندے بطور ممبر لئے جاتے ہیں۔ کمیٹیوں کے لئے WORKING PAPER یا تجاویز صوبائی نصاب سازی کے ادارے CURRICULUM RESEARCH & DEVELOPMENT تیار کرتے ہیں۔ توقع کی جاتی ہے کہ یہ صوبائی ادارے (جن کے نام میں لفظ تحقیق ایک اہم جزو ہے) اپنی تحقیق کی بناء پر، صوبائی ضروریات کو مدّنظر رکھتے ہوئے، مختلف مضامین اور مختلف جماعتوں کے لئے نصاب کی تجاویز مرتب کریں گے۔ اب ان ورکنگ پیپرز کو جو سارے صوبوں سے وصول ہوتے ہیں، قومی نصاب کمیٹی کے سامنے پیش کیا جاتا ہے۔ وہاں بحث و تمحیص کے بعد نصاب کیلئے تجاویز ترتیب دی جاتی ہیں۔ لیکن ان کو آخری شکل دینے سے قبل مشتہر کیا جاتا ہے تا صوبے تنقید یا اصلاح و اضافہ کے لئے اپنی تجاویز بھیج سکیں۔ نیز اساتذہ کی ناقدانہ رائے لینا بھی مقصود ہوتا ہے۔ اب یہ ساری تجاویز پھر قومی نصاب کمیٹی کے سامنے پیش کی جاتی ہیں اور اس کے بعد انہیں آخری شکل دی جاتی ہے اور اس طرح سلیبس تیار ہو جاتا ہے۔ اسے صوبوں کو بھیج دیا جاتا ہے تا وہ اس کے مطابق کتابیں خود لکھوائیں۔ کیونکہ یہ فرض ان پر عائد کیا گیا ہے۔ اس کام کو صوبائی ٹیکسٹ بک بورڈ انجام دیتے ہیں۔ سلیبس تو سارے صوبوں کے لئے ایک ہی ہوتا ہے مگر کتابیں الگ الگ لکھی جاتی ہیں۔ گویا کہ اس عمل میں مرکزیت بھی ہے اور صوبائی خود مختاری کو بھی پیش نظر رکھا گیا ہے۔ یا بالفاظِ دیگر کیا پڑھانا ہے اس کا فیصلہ تو مرکز کرتا ہے۔ لیکن یہ کہ ان موضوعات کو کس طرح پیش کیا جائے اور ان کے لئے کیا مواد ہو۔ کتاب کیسی ہو۔ ان معاملات میں صوبوں کو آزادی حاصل ہے لیکن جب صوبے کتاب تیار کروالیں تو ایک بار پھر انہیں مرکز کی طرف رجوع کرنا پڑتا ہے یعنی اس کتاب کی منظوری وفاقی وزارت تعلیم سے لینی پڑتی ہے، اس کی ضرورت اس لئے پیش آئی کہ کہیں ایسا نہ ہو کہ ایسی باتیں ان کتب میں شامل کر دی جائیں جو ناپختہ ذہنوں میں علاقائی عصبیت کا بیج بو دیں یا پاکستان کا شیرازہ بکھیرنے کے عوامل کو حرکت میں لے آئیں۔ شیرازہ بندی۔ وحدت اور نظریۂ پاکستان کی ترویج کے لئے یہ احتیاط ضروری سمجھی گئی۔ اس لئے اس کو عمل میں شامل کر دیا گیا۔

الغرض نصاب سازی کی بنیاد تحقیق پر رکھی گئی تاہم مشورہ کو ایک لازم جزو قرار دیا گیا۔ صوبائی نمائندوں کو قومی نصاب کمیٹیوں میں شامل کیا گیا تاکہ صوبوں کی رائے کو اہمیت دی جائے۔ نیز اس عمل میں اساتذہ کی شمولیت (جو کہ نہایت اہم ہے) کو یقینی بنانے کے لئے تجاویز ان تک پہنچانے کا اہتمام کیا گیا۔ اور ان کی آراء کو وقعت دے کر سفارشات میں ان آرا کی روشنی میں تغیر و تبدل کیا جانا ممکن بنایا گیا۔ بالفاظ دیگر نصاب سازی کا عمل ایک اچھی سوچ کے نتیجہ میں ترتیب دیا گیا اور یہ یقیناً ایک خوش کن امر ہے۔

یہ تو تھا نصاب سازی کے عمل کا تعارف۔ دیکھا جائے تو یہ بہت سی اہم باتوں کو مدّنظر رکھ کے ترتیب دیا گیا ہے۔ مثبت اور اچھی سوچ اس کی بنیاد بنی اور بظاہر اس طریق کار پر انگلی نہیں اٹھائی جا سکتی۔ لیکن راقم کو کئی قومی نصاب کمیٹیوں میں کام کرنے کا موقعہ ملا۔ اس لئے اس عمل کو زیادہ قریب سے دیکھنے کا اتفاق ہوا۔ اپنے مشاہدے اور تجربہ کی بناء پر چند باتیں عرض کرنے کی جسارت کر رہا ہوں۔

اکثر یہ ہوتا ہے کہ سوچ مثبت ہوتی ہے اور اس کے نتیجہ میں ایک اچھا پروگرام بھی تشکیل دیا جاتا ہے مگر کسی بھی عمل میں سب سے اہم کردار ان اشخاص کو ادا کرنا ہوتا ہے جنہیں اس پروگرام پر عمل پیرا ہونا ہوتا ہے اور اگر وہ اپنی کوتاہیوں کے باعث اس سے انصاف نہ کر سکیں تو نتیجہ وہ نہیں نکلتا جس کی توقع کی جاتی ہے، اب نصاب سازی کے عمل کی تفصیل میں جائیں تو ہمیں صورت حال اتنی اطمینان بخش دکھائی نہیں دیتی۔ مثلاً صوبائی سطح پر تحقیق و ترقی نصاب کے دفاتر قائم ہیں۔ ان کا فرض ہے کہ مسلسل تحقیق میں لگے رہیں اور اس تحقیق کے نتیجہ میں نصاب کے لئے نئی تجاویز مرتب کرتے رہیں۔ ان کا دوسرا اہم فریضہ یہ ہے کہ اگر نصاب میں بعض نئی چیزیں شامل کی گئی ہیں تو تعلیمی اداروں سے رابطہ کر کے یہ دیکھیں کہ ان کا ردِ عمل کیا ہے۔ کیا مشکلات پیش آ رہی ہیں یا کیا ان مقاصد کا حصول ہو رہا ہے جن کے لئے اس مواد کی شمولیت ضروری قرار دی گئی۔ اب یہ تو نہیں کہا جا سکتا کہ ان اداروں میں سرے سے تحقیق ہی نہیں ہو رہی۔ مگر یہ بھی حقیقت ہے کہ کام جس انداز سے ہونا چاہیئے وہ نہیں ہو رہا۔ بعض ادارے تو اونگھتے ہوئے معلوم دیتے ہیں۔ بلکہ دم سادھے ہوئے کمال بے اعتنائی کا اظہار کرتے ہیں۔ مثلاً بورڈ آف سیکنڈری ایجوکیشن کو ۱۹۷۹ء کی قومی تعلیمی پالیسی کے مطابق نصاب پہ تحقیق کا کام سپرد کیا گیا۔ لیکن پاکستان کا شاید ہی کوئی بورڈ ہو جو اس کام سے کما حقہ، عہدہ برآ ہو رہا ہو۔ بعض نے تو اسے غیر ضروری سمجھ کر بالکل ہی نظر انداز کر دیا۔ صوبائی ادارے برائے تحقیق و ترقیٔ نصاب بھی اپنا فرض اس تندہی سے ادا نہیں کر رہے جس کی ان سے توقع کی جاتی ہے۔ قومی نصاب کمیٹیوں کی کارکردگی دیکھنے کا بھی اتفاق ہوا۔ وہاں جا کے معلوم ہوا کہ بعض اداروں نے تو بیشک محنت کی مگر بعض نے فقط خانہ پری کرنے پہ ہی اکتفا کیا۔ نصاب سے متعلق نئی تجاویز کی بنیاد تحقیق پہ ہی رکھی جانی چاہیئے لیکن اگر ان میں تحقیق کا عنصر کم ہو تو نصاب سازی صحیح طریق پر نہیں ہو سکے گی۔

اب قومی نصاب کمیٹیوں کی کارکردگی بھی ملاحظہ فرمائیں۔ وہاں اگرچہ بڑے بڑے پروفیسر شامل کئے جاتے ہیں لیکن سب کو تجاویز کو دیکھنے پرکھنے میں دلچسپی نہیں ہوتی۔ بعض تو مغز ماری کرتے ہیں اور بعض خاموش تماشائی بننا ہی پسند کرتے ہیں۔ یا پھر انہیں نصاب سازی کی بجائے دوسرے کام اپنی طرف متوجہ کرتے ہیں۔ مثلاً اگر کوئٹہ میں میٹنگ ہو تو تجاویز کو وقت دینے کی بجائے شاپنگ کے لئے وقت نکالنا ضروری سمجھا جاتا ہے۔ یہ بھی دیکھنے میں آیا ہے کہ قومی نصاب کمیٹی کے ایک ممبر کے ذہن میں ایک خیال آیا۔ اگر وہ اسے زوردار طریقے سے پیش کر سکتا ہے یا اس پوزیشن میں ہے کہ اپنی بات منوا سکے (مثلاً کمیٹی کا چیئرمین ہونے کی وجہ سے) تو ان تجاویز کو جو صوبوں سے موصول ہوتی ہیں نظر انداز کرتے ہوئے اپنی رائے کو مسلط کر دیا جاتا ہے۔ اور اس طرح ایک انگلستان یا امریکہ سے ابھی ابھی واپس لوٹنے والے پروفیسر صاحب بدیشی نظریات کو نصاب میں ٹھونس دیتے ہیں۔ بغیر اس امر پہ غور کئے ہوئے کہ آیا وہ نظریات یا خیالات ہمارے ماحول سے مطابقت بھی رکھتے ہیں یا نہیں یا کیا ہمارے طالب علموں کی ذہنی سطح کے پیشِ نظر وہ نصاب میں شامل کرنے کے قابل بھی ہیں یا نہیں۔ اس جلد بازی سے یا ایک ممبر کے زیادہ فعال اور مؤثر ہونے اور بعض دوسروں کے کمیٹی کے کام سے الگ تھلگ رہنے کی وجہ سے بعض ایسی چیزیں نصاب میں شامل ہو جاتی ہیں جو بعد میں کئی پیچیدگیوں اور مشکلات کا باعث بنتی ہیں۔

ماضی میں ہم تجربات کرتے رہے ہیں۔ کبھی حساب میں ہم نے سیٹ تھیوری شامل کر دی۔ بعد میں اپنی غلطی کا احساس ہوا تو اسے حرفِ غلط کی طرح مٹا دیا۔ کبھی رسم الخط کو اَدل بدل کرتے رہے۔ کبھی معیار نصاب کو اتنا اونچا لے گئے کہ ہمارے طالب علموں کے فہم و ادراک سے بالاتر ہو گیا۔ کبھی ایسی نئی چیزیں لے آئے جو کہ ہمارے اساتذہ بھی نہ سمجھ پائے اور اس طرح نصاب بنتا رہا اور بگڑتا رہا۔ اس میں دخل اداروں کا کم اور اشخاص کا زیادہ رہا۔

ایک اور اہم امر جس کی طرف توجہ کم دی گئی وہ ہے اساتذہ کی آراء کو نصاب سازی کے عمل میں شامل کرنا۔ اگرچہ (جیسا کہ اوپر لکھا گیا ہے) اس کی گنجائش ضرور رکھی گئی اور مجوزہ نصاب کو چھپوا کر اساتذہ میں تقسیم کر کے ان کی رائے لینا ضروری قرار دیا گیا۔ لیکن اس پہ کما حقہ، عمل نہ ہو سکا۔ ایک کوتاہی تو یہ ہے کہ اسے ورکنگ پیپرز تک پہنچایا نہ گیا دوسرے یہ کہ اساتذہ نے بھی سہل پسندی کا ثبوت دیتے ہوئے اس کی طرف توجہ نہ دی اور اپنی ٹھوس تجاویز سے کارکنوں کو آگاہ نہ کیا۔ ایک بار راقم نے کوشش کی ایک مجوزہ نصاب پہ اساتذہ کی رائے حاصل

باقی ص ۸ پر

Digitized by Khilafat Library Rabwah

شذرات

نون سین

بابری مسجد (بھارت)

ایل کے اڈوانی جو اجودھیا میں مندر بنانے کے لئے رتھ یاترا کر رہے تھے۔ گرفتار ہو چکے ہیں۔ حکومت نے لاکھوں کی تعداد میں سپاہی پولیس کے سپاہی اور فوجی۔ اس شہر کے ارد گرد متعین کر دیئے ہیں تاکہ احتجاج کرنے والے اس مقام پر نہ پہنچ سکیں۔ جہاں وہ بابری مسجد گرا کر رام جنم بھومی کا مندر بنانا چاہتے ہیں۔ لیکن اس کے باوجود جلوس میں سے سینکڑوں آدمی راستہ بنا کر بابری مسجد تک پہنچ گئے۔ اور انہوں نے اس مقدس مقام کو بری طرح نقصان پہنچایا۔ اس وقت وی۔ پی۔ سنگھ۔ وزیر اعظم۔ کی حکومت بھی ختم ہو چکی ہے اور بھارت کا استحکام اور یکجہتی بھی خطرے میں ہے۔ معاملہ کسی طرح بھی سلجھتا نظر نہیں آتا۔ دہلی کی بادشاہی مسجد کے نائب خطیب نے ایک تجویز پیش کی ہے جس کے ذریعے ہندوؤں کو یہ موقعہ مل سکتا ہے کہ وہ مسجد کے قریب ایک مینار تعمیر کر لیں۔ جو علامتی طور پر رام کی جنم بھومی کا اعلان سمجھا جائے اور جہاں تک مندر کا تعلق ہے۔ وہ پاس ہی کسی اور جگہ پر بنا لیں۔ ان کا کہنا ہے کہ اس طرح مسجد بھی قائم رہے گی اور اس بات کا نشان بھی کہ اس کے قریب ہی کسی علاقے میں راما پیدا ہوئے تھے۔ ہندوؤں کا اصرار یہ ہے کہ چونکہ یہاں ان کے لارڈ راما پیدا ہوئے تھے اس لئے بادشاہ بابر کی سولھویں صدی میں بنائی گئی مسجد غیر قانونی ہے۔ اور بلا کسی جواز کے ہے۔ مسلمان ہندوؤں کے اس دعوے کو مسترد کر کے اپنا یہ مؤقف بیان کرتے ہیں کہ یہ بابری مسجد کسی مندر کی جگہ پر نہیں بنائی گئی بلکہ ایک سادہ زمین کے ٹکڑے پر بنائی گئی تھی۔ اس لئے کسی کے حقوق سلب نہیں ہوتے۔ وی۔ پی سنگھ کی حکومت اس لئے ختم ہو گئی ہے کہ وہ عدالت کے فیصلے سے پہلے ہندوؤں کو وہاں جانے کی اجازت نہیں دینا چاہتے۔ اس وقت جو حالات رونما ہو رہے ہیں۔ ان کے نتیجے میں ہندوستان بھر میں فرقہ وارانہ فسادات پھیل گئے ہیں۔ اور اس بات کا خطرہ ہے کہ چونکہ یہ معاملہ دونوں مذاہب کی بنیادی عقیدت سے تعلق رکھتا ہے۔ اس لئے ان فسادات کو روکنا آسان نہیں ہو گا اور حکومت میں دراڑیں پڑنے سے عوام الناس بھی بری طرح متاثر ہوں گے۔

معمر لوگوں کی ایسوسی ایشن

ہمیں تو اس بات کا علم نہیں تھا کہ پاکستان میں کوئی سینئر سٹیزنز ایسوسی ایشن موجود ہے اور ہر سال ۲ اکتوبر کو اس کا دن منایا جاتا ہے۔ نہ صرف پاکستان میں بلکہ یہ دن عالمی سطح پر ساری دنیا میں منایا جاتا ہے۔ اگرچہ پاکستان میں تو حال ہی میں منایا جانا شروع ہوا ہے اور شائد اسی لئے زیادہ لوگوں کو اس کا علم نہیں ہے اور جن کو اس کا علم نہیں تھا ان میں ہم بذات خود شامل ہیں۔ اس روز جلسے کئے جاتے ہیں۔ تقاریر کا انتظام کیا جاتا ہے بتایا جاتا ہے کہ یہ ایسوسی ایشن کیا کام کرتی ہے اور کس طرح معمر لوگوں کی مدد کے لئے ہاتھ بڑھاتی ہے۔ پاکستان میں اس ایسوسی ایشن کو قائم ہوئے گذشتہ جون میں ۵ سال کا عرصہ ہوا تھا۔ بعض لوگ جو ایسے کاموں میں خاصی دلچسپی لیتے ہیں۔ انہوں نے اس کا آغاز کیا تاکہ معمر لوگوں کی مشکلات کو اگر رفع نہیں کیا جا سکتا تو کم از کم کم ہی کر دیا جائے۔ جہاں تک معمر لوگوں کا تعلق ہے اندازہ لگایا گیا ہے کہ ہماری ساری آبادی کا ۷ فی صد ایسے معمر لوگوں پر مشتمل ہے۔ ہمیں بتایا گیا ہے کہ سب سے پہلے سندھ کی حکومت کے پاس اس ایسوسی ایشن کی رجسٹریشن کروائی گئی تھی اور اسے صوبے کی حد تک محدود رکھا گیا تھا لیکن بعد ازاں اس کے انتظامات کو وسیع کیا گیا۔ اس کی کنسٹی ٹیوشن تیار کی گئی اور اسے سارے ملک میں پھیلا دیا گیا۔ ہم یہ بات کہنا مناسب سمجھیں گے کہ یہ ساری باتیں ہمیں مسٹر ایس فرید احمد نے بتائی ہیں۔ جب اس کی ممبرشپ پچاس تک پہنچ گئی تو پہلی ایگزیکٹو کمیٹی کا چناؤ کیا گیا۔ یہ چناؤ نومبر ۱۹۸۶ء میں عمل میں آیا تھا۔ اس وقت اس ایسوسی ایشن کے ممبران کی تعداد ۲۲۵ سے زیادہ ہے اور اس میں سندھ اور پنجاب کے ممبر شامل ہیں۔ حال ہی میں ایک ہمدرد نے پشاور میں اس کی برانچ کھولی ہے اور یہ برانچ ۱۹۸۷ء میں کھولی گئی تھی۔ ایشین ریجنل سیمینار جس کا انعقاد فروری ۱۹۸۶ء میں ہوا تھا۔ اس میں معمر لوگوں کی مشکلات کا جائزہ لیا گیا تھا۔ البتہ فیصلہ یہ کیا گیا تھا کہ یہ ایسوسی ایشن جون ۱۹۸۶ء میں ایک سیمینار منعقد کرے۔ جہاں پر موضوع گفتگو یہ ہو کہ معمر شہریوں سے ہمیں خاصی اہلیت اور تجربہ حاصل کرنے کا موقعہ مل سکتا ہے۔ اس کا آغاز سندھ کے گورنر نے شروع کیا تھا۔ اور اس وقت انہوں نے صوبائی زکوٰۃ فنڈ سے اس ایسوسی ایشن کے لئے ایک لاکھ روپیہ بھی مرحمت فرمایا تھا۔ حکومت نے اس سلسلے میں خاصی امداد کی ہے اور ان کی امداد کے باعث معمر لوگوں کی مشکلات کو حل کرنے میں خاصی آسانیاں پیدا ہو گئی ہیں۔ جہاں تک ایسوسی ایشن کی کارکردگی کا تعلق ہے یہ باقاعدگی کے ساتھ متعلقہ سرکاری افسران سے رابطہ رکھتی ہے کہا جاتا ہے کہ یہ افسران خاصے ممد ثابت ہوتے ہیں۔ اسی ایسوسی ایشن کی درخواست پر حکومت نے ہسپتالوں کو یہ ہدایت کی ہے کہ وہ جیراٹک وارڈ (GERIOTIC - WARDS) کھولیں اور معمر لوگوں کو خاص توجہ دیں۔ انہیں توجہ کے دیگر عوامل کے ساتھ دوائیوں کی آسانی بھی فراہم کریں۔ اسلام آباد میں سوشل ویلفیئر ڈویژن قائم کیا گیا ہے۔ اور اس کے لئے ضروری انتظامات اس صورت میں مہیا کئے گئے ہیں کہ ٹرانسپورٹ کے سلسلے میں ایک وین بھی دی گئی ہے۔ انٹرنیشنل والنٹیرز ڈے کا بھی انعقاد کیا جاتا ہے اور یہ تقریب ۵ دسمبر کو ہر سال منعقد ہوتی ہے۔ پاکستان ریزولیوشن کی ۵۰ ویں سالگرہ ایک ایسی تقریب تھی جسے خاصی پذیرائی حاصل ہوئی۔ اس ایسوسی ایشن نے بیرون ملک سے آنے والے عمائدین اور وفود کو اپنے کام سے متعارف کروایا اور اس نے داد تحسین حاصل کی۔ مارچ ۱۹۸۷ء میں کراچی میں انٹرنیشنل فیڈریشن آن ایجنگ اور نیشنل فیڈریشن آن ایجنگ پالیسی کے تعاون سے ایک تقریب منعقد کی گئی۔ پہلے کراچی میں اور پھر لاہور میں اس تقریب میں ہالینڈ کی فیڈریشن فار پالیسی آن ایجنگ کے ڈاکٹر فیرل ٹین ہیف (TEAN HEAFF) نے بھی شرکت کی بلکہ انہوں نے دو سیمینار میں شرکت کی۔ انٹرنیشنل فیڈریشن آن ایجنگ نے ایسی تقاریب کے لئے ۱۸۰۰ پاؤنڈ چندہ کے طور پر دیئے۔ ہالینڈ کی حکومت نے مسٹر ٹین ہیف کی سفارش پر ایک لاکھ اٹھائیس ہزار روپے عنایت کئے۔ اس سے ایک سوزوکی وین خریدی گئی تاکہ کام میں آسانی پیدا کی جا سکے۔ عالمی طور پر پاکستان کی اس ایسوسی ایشن کو خاصی پذیرائی حاصل ہوئی ہے۔ اسے انٹرنیشنل فیڈریشن آن ایجنگ لنڈن واشنگٹن کا ممبر بنا لیا گیا ہے اور اسی طرح ہیلپ ایج انٹرنیشنل لنڈن بنکاک کا بھی۔ حال ہی میں اس ایسوسی ایشن کو آر ایس وی۔ پی۔ انٹرنیشنل ریٹائرڈ سینئرز والنٹیئرز پروگرام نیویارک کی ممبر شپ کی بھی دعوت ملی ہے۔ ایسوسی ایشن کا کہنا ہے کہ اگرچہ ہمیں فنڈز کی قلت ہے۔ ہم کوشش کرتے رہیں گے اور اس کوشش کو جاری رکھے ہوئے ہیں کہ اپنے سارے کام احسن طریق پر پورے کر سکیں۔ مثلاً اب اس ایسوسی ایشن کے لئے ایک کلب کے لئے زمین خریدنے کا معاملہ سامنے آیا ہوا ہے۔ وہاں پر ایک تفریحی مرکز بنایا جائے گا۔ اگرچہ ابھی تک یہ جگہ خریدی نہیں جا سکی۔ البتہ اس کام کیلئے کیپٹن ایس۔ ایچ اطہر جو اس ایسوسی ایشن کے صدر ہیں۔ انہوں نے اپنے نجی احاطے میں سے جو نرسری پی۔ای۔سی ایچ۔ سی۔ایچ ایس کے قریب ہے جگہ عطا کی ہے۔ اگرچہ عام طور پر یہ خیال کیا جاتا ہے کہ معمر لوگ اپنی افادیت کھو چکے ہیں لیکن ہم ان کے لئے پوری محنت اور تگ و دو کے ساتھ کام کر رہے ہیں۔ ہم یہ بھی چاہتے ہیں کہ ان لوگوں کے متعلق ہرگز یہ نہ سوچا جائے کہ انہیں بھلا دیا گیا ہے اور بے یار و مددگار چھوڑ دیا گیا ہے۔ اور انہیں معاشرے پر بوجھ بھی نہ سمجھا جائے۔ اس سلسلے میں ایسوسی ایشن روپیہ بھی خرچ کرتی ہے۔ اور وقت بھی اور اس طرح معمر لوگوں کو تسلسل کے ساتھ کارآمد بنائے رکھنے میں مدد دیتی ہے۔ جیسا کہ پہلے کہا گیا ہے ہمیں یہ تمام باتیں مسٹر فرید احمد نے بتائی ہیں۔ ہم ان کے ممنون بھی ہیں اور ان کے لئے دعا بھی کرتے ہیں کہ وہ اپنے اس نیک کام میں ہر گام پر کامیابیوں سے ہمکنار ہوں۔

ہیلی دُمدار ستارہ

ہیلی دمدار ستارے نے ۱۹۸۶ء میں سورج کے گرد چکر لگایا تھا۔ اب دوبارہ یہ ستارہ ۲۰۶۲ء میں ظاہر ہو گا اور اس عرصہ کے دوران یہ نیپچون اور پلوٹو کے درمیان سے گذر چکا ہو گا۔ آئندہ ۷۵ سالوں میں سے زیادہ عرصہ ایسا لگے گا کہ یہ دمدار ستارہ اپنے آپ کو گوشہ گمنامی میں لے گیا ہے اور آہستہ آہستہ سورج سے دور ہوتا چلا جائے گا۔ یورپین سدرن آبزرویٹری (E.S.O) کے سائنس دان اس ستارے کی حرکت کا جائزہ لیتے رہتے ہیں اور ایسا

Digitized by Khilafat Library Rabwah

کرنے کے لئے ان کے پاس ۲۴۰۰ میٹر لاسلا میں ایک آبزرویٹری ہے۔ یہ لاسلا پہاڑیوں میں واقع ہے۔ انہوں نے اس سال کے شروع میں ایک خاص کیمرہ استعمال کرتے ہوئے جس کے ساتھ ڈنمارک کا بنا ہوا ۱٫۰۵ میٹر ٹیلی سکوپ لنز لگا ہوا ہے۔ اس ستارے کی تصاویر اتاریں۔ یہ ستارہ اس وقت ۱٫۶۷ ارب کلومیٹر زمین سے دور تھا اور سورج سے اس کا فاصلہ ۱٫۶۹ ارب کلومیٹر تھا۔ چونکہ اس کے گرد غبار اور گیسیں ہوتی ہیں۔ اور اس کی اپنی روشنی مدہم سی تھی۔ اس لئے ایسا موقعہ حاصل کرنے کیلئے جس سے تصویر اتاری جا سکے ۹۸۰ منٹ لگے اور جب ان تصویروں کو ڈویلپ کرنا مقصود تھا تو اس کے ۲۳ مختلف نیگیٹو اکٹھے رکھ کر نیگیٹو بنایا گیا۔ جب ان تصاویر کا تجزیہ کیا گیا تو ستاروں کا علم رکھنے والے سائنس دان اس بات سے حیران ہوئے کہ ان کی توقع سے بڑھ کر ۱۶ کلومیٹر لمبا حصہ روشن تھا۔ اگرچہ اس کی وجہ یہ بتائی گئی کہ اس کا اندرونی حصہ نہایت تیزی سے گردش کر رہا تھا اور سورج کی روشنی کا اثر اس سے محسوس کیا جا سکتا تھا کہ زمین پر کس حد تک روشنی موصول ہو رہی ہے۔

ہیلی دمدار ستارہ دوبارہ ظاہر ہونے کے لئے ۷۶ سال لیتا ہے اس دفعہ خلاء میں بھیجے گئے مصنوعی سیارے اس کے راستے میں آ گئے اور چار سال تک انہوں نے اس کا راستہ روکا۔ ایک وقت میں سائنس دان اس بات سے بھی حیران ہوئے کہ اس کے ارد گرد غبار اور گیس مفقود تھے۔ اور اس بات نے بھی انہیں حیران کیا کہ اس کے صرف چند ایک سطحی حصے ایسے ہیں جو سورج سے متاثر ہوتے ہیں اور جتنا حجم اس کا سمجھا گیا تھا اس سے یہ دس گنا بڑا نکلا۔ اس کا تجزیہ کرنے کا عمل اس وقت کیا گیا جب یہ سورج سے ۱٫۶۵ ارب کلومیٹر دور تھا۔ اور اسے سورج کے گرد چکر لگائے ۳ سال ہو گئے تھے۔ اس کے ایک سال بعد اس کے "کوکون" کی جسے کوما کہتے ہیں شکل نظر نہیں آئی۔ خیال یہ کیا جاتا ہے کہ جب یہ ۱٫۶۵ ارب کلومیٹر اور ۱٫۹ ارب کلومیٹر کے درمیان سورج سے دور تھا تو اس نے گرد و غبار پیدا کرنا چھوڑ دیا تھا۔ کہتے ہیں کہ یہ دمدار ستارہ جو گوشہ گمنامی میں چلا گیا ہے اب ۲۰۶۲ء میں نظر آئے گا۔ اور یہ وہ وقت ہے جب سورج اس کو خاصی حد تک گرم کر دے گا۔ اور اس میں سے روشنی کی شعاعیں نکلنے لگیں گی۔ جب ایسا ہوگا تو یہ ہیلی کا دمدار ستارہ اپنی اصل جگہ سے ۵۰٫۷ ملین کلومیٹر دور ہوگا اور یہ وہ مقام ہے جہاں وہ زیادہ سے زیادہ سورج کے قریب ہو سکتا ہے۔ اب جو تصاویر لی گئی ہیں اور جو نقطوں کی شکل میں ہیں ان سے پتہ چلتا ہے کہ سورج سے دوسری طرف اس کے جسم میں کچھ اضافہ ہو رہا ہے یعنی توسیع ہو رہی ہے۔ اس کا یہ مطلب بھی ہو سکتا ہے کہ چونکہ روشنی اس پر کسی نہ کسی حد تک اثر انداز ہو رہی ہے۔ یہ اپنے گوشہ گمنامی میں بھی سو نہیں رہا بلکہ جاگ رہا ہے اور اس کے قریب ہی تھوڑا بہت گرد و غبار بھی موجود ہے۔ سائنس دانوں نے یہ اندازہ لگایا ہے کہ یہ ستارہ ایک سیکنڈ میں ۲۰ ٹن بھاپ اور ۵ ٹن گرد و غبار چھوڑتا ہے۔ خاص طور پر اس وقت جب یہ سورج کے قریب ہوتا ہے۔ کہتے ہیں کہ سال دو لاکھ میں اس کا موجودہ حجم جو ۶۰۰ کیوبک کلومیٹر ہے زائل ہو جائے گا۔ چونکہ یہ ہر ۷۶ سال کے بعد سورج کے قریب ظاہر ہوتا ہے۔ اس لئے اس کی عمر میں اضافہ ہو گیا ہے۔

اللہ تعالیٰ ہی بہتر جانتا ہے کہ اس کی پیدا کردہ دنیائیں کہاں کہاں ہیں۔ کتنی بڑی ہیں اور ان کے عوامل کس کس طریق پر تشکیل پا رہے ہیں۔ ہمارے سامنے جو دنیا ہے اور جس میں ہم زندگی بسر کر رہے ہیں وہ ان تمام دنیاؤں کے مقابلے میں غالباً اتنی بھی نہیں جتنا سمندر کے مقابلے میں ایک قطرہ۔ اور ان سب چیزوں کا خالق اللہ تعالیٰ ہے جس کے قبضہ قدرت میں ہر چیز ہے اور جو جس چیز کو جس طرح چاہے چلاتا ہے پیدا کرتا ہے۔ اس کی زندگی کے اوقات مقرر کرتا ہے اور اس کی موت کو وقوع پذیر کرتا ہے۔ اگر انسان ان باتوں پر سوچنے لگے تو یقیناً اسے اللہ تعالیٰ کی بڑائی کا اتنا زیادہ احساس ہوگا کہ وہ اپنے آپ کو ایک چھوٹے سے چھوٹے کیڑے سے بھی کمتر سمجھے گا اور خدا کی عظمت کا تہہ دل سے اظہار کرے گا۔

اسرائیلی ضد

گذشتہ دنوں یروشلم میں اسرائیلی پولیس کی فائرنگ سے ۲۰ کے قریب فلسطینی مارے گئے۔ اس حادثے کے بعد وہاں امن و امان کا مسئلہ پیدا ہو گیا۔ یونائیٹڈ نیشنز تحقیقات کے لئے اپنا ایک مشن اسرائیل بھیجنا چاہتا تھا لیکن اسے اسرائیل کی حکومت نے اس بات کی اجازت نہیں دی۔ اگرچہ ہر طرف سے اسرائیل پر اس بات کا دباؤ تھا کہ وہ اقوام متحدہ کے مشن کو اسرائیل میں تحقیقات کی اجازت دے لیکن ایسا نہ ہو سکا۔ اسرائیلی حکومت نے از خود ایک مشن مقرر کر دیا۔ جس کی رپورٹ اس بات کی مظہر تھی کہ ۲۰ کے قریب فلسطینی مارے گئے ہیں لیکن اس کا زیادہ تر رُخ اس بات کی طرف تھا کہ فلسطینیوں نے پولیس پر حملہ کیا اور پولیس نے اپنی جانیں بچانے کے لئے فائرنگ کی۔ اگرچہ یہ بات بھی اس رپورٹ میں درج تھی کہ پولیس نے بعض اوقات بلا جواز بھی فائرنگ جاری رکھی۔ اب گذشتہ ہفتے اس کے بعد سے وہاں کئی علاقوں میں کرفیو نافذ کر دیا گیا تھا۔ اب پھر مسلمانوں اور یہودیوں کا آپس میں تصادم ہوا۔ جس کے نتیجے میں حکومت کو مزید پولیس کارروائی کرنی پڑی۔ اسرائیلیوں نے یہ بھی فیصلہ کیا کہ حرم الشریف اور اس کے ساتھ ملحقہ مسجدوں میں ۷،۰۰۰ سے زیادہ فلسطینیوں کو داخل نہ ہونے دیا جائے۔ عام حالات میں ان جگہوں پر ۱،۴۲،۰۰۰ افراد نماز میں شرکت کرتے ہیں۔ ڈیڑھ ملین فلسطینی جو مقبوضہ مغربی کنارے اور غازہ پٹی میں رہتے ہیں۔ انہیں اسرائیل کے علاقے میں داخل ہونے سے روک دیا گیا ہے اور مقبوضہ یروشلم کے علاقے تک اس کی توسیع کر دی گئی ہے۔ یہ اقدام اس لئے کیا گیا ہے کہ گذشتہ دنوں ایک نوجوان فلسطینی نے حملہ کر کے تین اسرائیلیوں کو ہلاک کر دیا تھا۔ بنیاد پرست مسلمانوں نے جن کی تنظیم کا نام حمس ہے مسلمانوں کو اس بات کے لئے اکسایا ہے کہ وہ پولیس کی لگائی ہوئی باڑ توڑ کر مسجد الاقصیٰ اور عمر مسجد میں نماز کے لئے حاضر ہوں۔ اگرچہ پولیس کا یہ کہنا ہے کہ مسلمانوں کے ساتھ ان کا معاہدہ ہو گیا تھا کہ وہ ایسا نہیں کریں گے۔

۲۸ اکتوبر کے اس واقعے میں جو مشرقی یروشلم میں وقوع پذیر ہوا۔ پولیس پر زیادتی کرنے کا الزام لگایا گیا ہے یہ بات اسرائیلی ریڈیو نے کہی ہے۔ اس کمیشن کے تین ممبر تھے۔ جنہوں نے اپنی رپورٹ وزیراعظم یزک شمیر کو پیش کی اور جنہوں نے یہ وعدہ کیا کہ وہ اور ان کی حکومت اس رپورٹ کا بلا تاخیر مطالعہ کریں گے

انڈونیشیا کی صدارت

سوکارنو گئے اور سہارتو آئے اور اب سہارتو کے پانچ سالہ دورِ اقتدار کی پانچویں باری ہے۔ ۱۹۹۳ء میں انتخاب ہوں گے تو صدر سہارتو جنکی عمر ۶۸ سال ہے۔ اپنے آپ کو صدارت کے لئے پیش نہیں کریں گے۔ یہ بات یوں سامنے آئی ہے کہ انہوں نے اپنی سوانح عمری میں جو حال ہی میں شائع ہوئی ہے اس بات کی طرف اشارہ کیا ہے کہ ۱۹۸۸ء کے انتخاب کے بعد یعنی ۱۹۹۳ء کے انتخاب میں وہ انتخاب نہیں لڑنا چاہتے اور یہ ۱۹۸۸ء والا انتخاب ان کا آخری انتخاب ہے۔ یہ بات سامنے آتے ہی لوگوں کی نظریں ادھر ادھر دوڑنے لگیں کہ اب کس شخص کو ان کی جگہ صدر بنایا جائے گا۔

گولکار پارٹی کے صدر واسونو نے صحافیوں سے بات کرتے ہوئے کہا کہ انہیں اب اس بات کی تلاش ہے کہ اگلے دورِ اقتدار میں صدارت کا عہدہ کس کے پاس ہونا چاہیئے۔ یہ گفتگو گولکار کی ۲۶ ویں سالگرہ کے موقع پر کی جا رہی تھی۔ انہوں نے کہا کہ اب تک تو ہم نے کسی شخص کو صدارت کے لئے تیار نہیں کیا۔ کیونکہ کون جانتا ہے کہ اب سے لے کر ۱۹۹۳ء تک کون سی خاص بات واقع ہو جائے گی۔ ہو سکتا ہے کہ ان کا یہ مطلب ہو کہ صدر سہارتو اپنا خیال بدل سکتے ہیں اور چھٹی دفعہ بھی صدارت کا عہدہ سنبھالنے پر تیار ہو جائیں۔ انہوں نے کہا کہ آخر ہمارا دستور یہ کہتا ہے کہ پریذیڈنٹ اور وائس پریذیڈنٹ ۵ سال کے لئے منتخب ہوتے ہیں۔ اور انہیں ان کے دورِ اقتدار کے اختتام پر دوبارہ منتخب ہو جانے کا حق ہے۔ جس کا مطلب یہ ہے کہ اگرچہ صدر سہارتو نے یہ کہہ تو دیا ہے کہ ۱۹۸۸ء کا انتخاب ان کا آخری انتخاب سمجھا جائے لیکن کون جانے کہ ۱۹۹۳ء میں بھی وہ اپنے آپ کو صدارت کے لئے پیش کر دیں۔

انڈونیشیا میں سب سے اعلیٰ لیجسلیٹو باڈی صدر کا انتخاب کرتی ہے۔ اس کو پیپلز کونسل کی اسمبلی کہا جاتا ہے۔ اسکا ۵ سال میں ایک ہی اجلاس ہوتا ہے اور اب اسکا اجلاس ۱۹۹۳ء میں ہوگا۔ بہت سے سماجی سیاسی حلقوں نے اس بات کی خواہش کی ہے کہ چونکہ صدر سہارتو کا دورِ اقتدار بہت کامیاب رہا ہے انہیں ۱۹۹۳ء میں بھی صدر منتخب ہونا چاہیئے۔

اللہ تعالیٰ رحم کرے اس آدمی پر جو اپنا مال بیچتے وقت۔ خریدتے وقت اور قرض کا تقاضا کرتے وقت نرمی اختیار کرتا ہے۔

Digitized by Khilafat Library Rabwah

لجنہ کالم

قوم کسی خاص چیز کا نام نہیں قوم محض نام ہے آپس میں تعلق رکھنے والے اور ایک دوسرے کو شناخت کرنے والے گروہ کا۔ جب جلتے بوجھے لوگوں کی تعداد ہزاروں تک جا پہنچتی ہے تو وہ اپنے آپ کو ایک الگ قوم شمار کرنے لگ جاتے ہیں اور اپنا ایک نام رکھ لیتے ہیں۔ جب اس نام کی قوم کا آدمی دوسرے کو چلتا پھرتا مل جاتا ہے تو وہ اس سے چمٹ جاتا ہے۔ کہ اچھا آپ بھی فلاں قوم میں سے ہیں۔ میں بھی اسی قوم میں سے ہوں۔ مثلاً ایک پٹھان کو ایک اور پٹھان مل جائے تو کہے گا آپ پٹھان ہیں میں بھی پٹھان ہوں۔ یہی دوسری قوموں کا حال ہے۔ غرض اس طرح لوگ اکٹھے ہوتے جاتے ہیں اور اپنے آپ کو ایک الگ قوم کہنا شروع کر دیتے ہیں پس ضروری نہیں کہ کسی قوم کی ابتداء کسی بڑے آدمی سے ہوئی ہو مسلمانوں اور ہندوؤں کی بعض قومیں ایسی دیکھی گئی ہیں جو ابتداء میں بعض معمولی آدمیوں سے چلی ہیں بلکہ بعض قومیں ڈاکوؤں سے چلی ہیں۔ سرگودھا اور جھنگ کے ضلعوں کے بعض قبیلے ایسے ہیں کہ اگر انکے ناموں کی تحقیق کی جائے تو پتہ لگتا ہے کہ کسی وقت ان کا مورث اعلیٰ ڈاکو تھا۔ اب اگر کسی ڈاکو کی اولاد سینکڑوں ہزاروں تک پہنچ جائے اور وہ ایک دوسرے کو پہچانتے ہوں تو گو انہیں قوم کہا جائے گا مگر ایسی قوم کی کوئی ٹراڈیشن (TRADITION) یا روایت نہیں ہوتی کہ آئندہ آنے والے ان پر فخر کریں۔ اب یہ بات کہ فلاں قوم کا مورث اعلیٰ ڈاکو تھا۔ اس نے فلاں کی گردن کاٹ لی تھی فلاں کو لوٹ لیا تھا۔ یہ ایسی بات نہیں جن پر اخلاق کی بنیاد رکھی جائے۔ لیکن مذہب ہمیشہ اچھوں سے چلتا ہے اسکے معنے یہ ہیں کہ خدا تعالیٰ کی طرف سے آنے والے آدمی ڈاکہ مارنے والے فریب کرنے والے ظلم کرنے والے دوسروں کے اموال کھانے والے اور دغاباز نہیں ہوتے۔ وہ عدل اور انصاف اور سچائی کو پھیلانے والے ہوتے ہیں۔

(ارشاد سیدنا حضرت فضل عمر (اللہ تعالیٰ آپ سے راضی ہو)

بقیہ: صـ۱ سے آگے

کچہری گیا۔ رئیس شہر اکیلا تھا میں نے وہی بات کہی تو رئیس نے مجھے ایک قلعہ دکھایا اور کہا کہ یہ اس شہر کے اصل مالک کا ہے جو اب کسی ذریعہ سے ہمارے قبضہ میں آگیا ہے۔ پھر اس نے کہا کہ یہ پہاڑ جو آپ کے سامنے موجود ہے اس کا نام دھارا نگر ہے۔ اس پہ اتنا بڑا شہر آباد تھا کہ ہمارے شہر کی اس کے سامنے کوئی حقیقت نہ تھی۔ یہ مجلس بھی میرے لئے ہر وقت نصیحت ہے اور یہ تین ناصح ہر وقت نصیحت کے لئے میرے سامنے موجود رہتے ہیں میں نے کہا کہ آپ خوب سمجھے۔ جب خدا پکڑتا ہے تو پھر کوئی نہیں بچا سکتا۔ یاد رکھو جیسے گناہ کرتے ہو ان کی سزا پانے والے تمہاری آنکھ کے سامنے ہوتے ہیں پھر بھی تم نہیں سمجھتے"۔

(خطبہ جمعہ فرمودہ یکم نومبر ۱۹۱۲ء)

بقیہ: صـ۳ سے آگے

جائے گا۔ جس کے بعد دیگر چھوٹی چھوٹی دعوتیں دی جائیں گی۔ اس موقعے پر شہنشاہ رسمی طور پہ بعض چیزیں قربانی کے طور پر پیش کریں گے۔ جن میں شراب اور پکے ہوئے چاول اور مچھلی ہوگی۔ وہ خود بھی اس موقعے پر یہ چیزیں کھائیں گے۔ یہ قربانی اماتے راسو AMATERASU اور دوسرے دیوتاؤں کو پیش کی جائے گی۔

جاپان میں شنتو مذہب کے مطابق مذہبی رسومات ادا کی جاتی ہیں۔ اور جس شخص کو شہنشاہی کے تخت پر بٹھایا جاتا ہے اسے بھی علامتی طور پہ دیوتا ہی قرار دے دیا جاتا ہے۔ جب تک ایسا نہ کیا جائے اسے صرف نصف شہنشاہ مانا جاتا ہے۔ کہا جاتا ہے کہ بہت سے جاپانی اس خیال کا اظہار کر رہے ہیں کہ ہمیں ان تقریبات سے کوئی دلچسپی نہیں ہے۔ یہ سب لوگ ان تقریبات کے موقعوں پر اپنے اوقات ہوٹلوں میں گزاریں گے اور چھٹی کا یہی فائدہ اٹھائیں گے کہ وہ خود ادھر ادھر گھوم پھر سکیں۔ اور ہوٹلوں میں بیٹھ کر کھانا کھا سکیں۔

بقیہ: صـ۴ سے آگے

کی جاتے مگر باوجود یاد دہانی کے صرف چند حضرات نے توجہ کی۔ اور جب ان کی آرا کا تجزیہ کیا گیا تو سخت مایوسی ہوئی کیونکہ یا تو یہ بہت سطحی تھیں کہ ان کو وقعت نہیں دی جا سکتی تھی یا اساتذہ اصل بات سمجھ ہی نہیں پائے تھے اور انہوں نے ادھر ادھر کی باتوں سے کاغذ پر کر دیا تھا۔ خاکسار کو نیوزی لینڈ میں نصاب سازی کے عمل کو قریب سے دیکھنے کا اتفاق ہوا۔ ۱۹۸۷ء میں وہ (تقریباً دس سال کے بعد) نصاب تبدیل کر رہے تھے۔ اس کے لئے انہوں نے ایک لمبا عمل کیا (تفصیل بیان کرنی اس مختصر مضمون میں ممکن نہیں) جہاں تک اساتذہ کی رائے کا تعلق ہے انہیں ۲۵ ہزار آرا موصول ہوئیں جنہیں چھان پھٹک کے جو ضروری سمجھی گئیں انہیں شامل کر کے نصاب کو آخری شکل دی گئی۔

الغرض نصاب سازی ایک تحقیقی تعلیمی عمل ہے جو بہت سی باتوں کا تقاضا کرتا ہے۔ ہمارے ہاں ابھی اس میں بہت سی خامیاں ہیں۔ اور جب تک وہ دور نہیں ہوتیں بہتر نصاب سازی ممکن نہیں ہوگی۔

اطلاعات و اعلانات

اعلان نکاح

○ مکرم رفیق الرحمٰن صاحب انور ابن مکرم ملک لطف الرحمٰن صاحب شاکر (فضل عمر ہسپتال ربوہ) کا نکاح ہمراہ عزیزہ فرحانہ قریشی صاحبہ دختر مکرم قریشی محمد ارشد صاحب (سابق مینجر نیشنل بنک) مبلغ بیس ہزار روپیہ حق مہر پر مورخہ ۲ نومبر بروز جمعۃ المبارک بعد نماز عصر محترم مولانا دوست محمد صاحب شاہد نے بیت المبارک ربوہ میں پڑھا۔

عزیزہ فرحانہ محترم قریشی محمد احسن صاحب کی پوتی اور عزیز رفیق الرحمان محترم مولانا عبدالرحمٰن صاحب انور پرائیوٹ سیکرٹری حضرت فضل عمر کا پوتا ہے۔

○ مکرم ملک کریم اللہ صاحب ولد مکرم ملک عطاء اللہ صاحب گلشن اقبال کراچی کا نکاح مکرم بشیر احمد صاحب خالد مربی سلسلہ عالیہ احمدیہ نے مورخہ ۱۹ ستمبر ۹۰ء کو بیت العزیز عزیز آباد کراچی بعد نماز مغرب عزیزہ خالدہ مبارکہ بنت محمد شریف صاحب کے ہمراہ پڑھا۔

احباب دعا کریں کہ اللہ تعالیٰ ان رشتوں کو مبارک کرے اور مثمر ثمرات حسنہ بنائے۔

سانحہ ارتحال

○ مکرم ڈاکٹر ظفر اللہ خان صاحب پی ایچ ڈی ابن مکرم راجہ زین العابدین خان صاحب مورخہ ۷ نومبر ۹۰ء کو فضل عمر ہسپتال میں وفات پا گئے۔ ان کی عمر ۴۸ سال تھی۔ موصوف ایک عرصہ تک نائیجیریا کی یونیورسٹی میں تدریس کے فرائض سرانجام دیتے رہے۔ اب معدہ میں السر کی وجہ سے بیمار تھے۔

ان کی نماز جنازہ بیت المہدی گولبازار ربوہ میں پڑھی گئی اور عام قبرستان میں تدفین کے بعد مکرم قریشی نور الحق صاحب تنویر نے دعا کروائی۔ موصوف کے پسماندگان میں بیوہ کے علاوہ ایک نوعمر بیٹا اور دو بیٹیاں شامل ہیں۔

احباب دعا کریں کہ اللہ تعالیٰ موصوف کے درجات بلند کرے اور پسماندگان کو صبر جمیل عطا فرمائے۔

اعلان دارالقضاء

(اقبال بیگم صاحبہ وغیرہ بابت ترکہ محمد اکرم پال صاحب)

○ مکرم اکرم پال صاحب سابق سکنہ مکان نمبر ۳، بلاک نمبر ۳، کریم پارک، راوی روڈ، لاہور کے ورثاء نے درخواست دی ہے کہ موصوف کا قطعہ نمبر ۶، بلاک نمبر ۴ محلہ دارالنصر ربوہ ان کے بیٹے ناصر الدین امجد صاحب کے نام منتقل کر دیا جائے۔

لہٰذا بذریعہ اخبار اعلان کیا جاتا ہے کہ اگر کسی وارث یا غیر وارث کو اس انتقال پر کوئی اعتراض ہو تو تیس یوم کے اندر اندر دارالقضاء میں اطلاع دیں۔

○ (امۃ السلام صاحبہ وغیرہ بابت ترکہ قاضی محمد یوسف صاحب)

مکرم قاضی محمد یوسف صاحب ولد قاضی محمد رمضان صاحب سابق سکنہ کوارٹر تحریک جدید ربوہ کے ورثاء نے درخواست دی ہے کہ ان کا قطعہ نمبر ۱۹/۲۴، محلہ دارالعلوم غربی ربوہ ان کے دو بیٹوں قاضی محمد یامین صاحب اور قاضی محمد اکرم صاحب کے نام نصف نصف تقسیم کر دیا جائے۔

لہٰذا بذریعہ اخبار اعلان کیا جاتا ہے کہ اگر کسی وارث یا غیر وارث کو اس انتقال پر اعتراض ہو تو تیس یوم کے اندر اندر دارالقضاء میں اطلاع دیں۔

(ناظم دارالقضاء ربوہ)

Digitized by Khilafat Library Rabwah

عشرۂ وصولی وقفِ جدید

۲۳ر نومبر تا ۲ر دسمبر ۱۹۹۰ء

امراء ، صدر صاحبان ، سیکرٹریانِ مال وقفِ جدید اور ذیلی تنظیموں (لجنہ اماء اللہ ، انصار اللہ ، خدام الاحمدیہ) کے عہدیداران سے ضروری گزارش

خدا تعالیٰ کے فضل سے جماعت احمدیہ کی دوسری صدی کا دوسرا سال ہے اور جماعت اس سال کو اللہ تعالیٰ کی حمد اور اس کے حضور اظہارِ تشکّر کے ساتھ منا رہی ہے۔ جماعتیں مل کر اور احباب جماعت انفرادی طور پر اس سال میں اپنی قربانیوں کے معیار کو بلند تر کر کے اپنے ربّ کا شکر ادا کر رہے ہیں ۔ خاکسار اس مبارک سال میں آپ کو سیّدنا حضرت فضل عمر کی جاری فرمودہ بابرکت تحریک " وقف جدید" کی مالی قربانیوں کی طرف توجہ دلاتا ہے ۔

وقف جدید کا سال چونکہ دسمبر میں ختم ہوتا ہے اس لئے عشرۂ وقف جدید منایا جا رہا ہے ۔ آپ سے گزارش ہے کہ درج ذیل امور کی طرف خصوصی توجہ فرمائیں ۔

یہ تسلّی فرمائیں کہ آپ کی جماعت کے جملہ افراد بڑے چھوٹے ، مرد عورتیں تمام کے تمام وقف جدید کے مالی جہاد میں شامل ہوں اور ان کے چندے اللہ تعالیٰ کی عطا کردہ مالی وسعت کے مطابق ہوں کم نہ ہوں ۔

وقف جدید کی ہر مَد میں آپ کا چندہ گزشتہ سال سے نمایاں طور پر زیادہ ہو جو دوست وعدہ وقف جدید نہیں کر سکے تھے ۔ ان سے بھی چندہ لے کر انہیں اس تحریک کی برکتوں میں شامل کیا جائے ۔

بالغان میں معاونینِ خصوصی کی تعداد بڑھائی جائے ۔ (صف اوّل : -/۱۰۰۰ روپے یا اس سے زائد ۔ صفِ دوم : -/۵۰۰ روپے سے -/۱۰۰۰ تک)

تمام بچوں اور بچیوں کو وقفِ جدید کے دفتر اطفال میں شامل کیا جائے اور جن بچوں اور بچیوں کو اللہ تعالیٰ توفیق عطا کرے وہ ایک سَو یا اس سے زائد ادا کر کے ننھّے مجاہدین اور ننھی مجاہدات بنیں ۔

وقف جدید کا ایک اہم کام علاقہ نگر پارکر میں تعلیم و تربیت اور خدمتِ خلق ہے ۔ اس مَد کا نام " امداد مراکز نگر پارکر" ہے ۔ احباب اس مَد میں بھی حسب استطاعت ضرور شمولیت فرمائیں ۔

آخری اور ضروری گزارش احباب جماعت کو دعاؤں کی تحریک کرنے کی ہے کہ اللہ تعالیٰ وہ مقاصد ہمیشہ پورے فرماتا رہے جن کے لئے یہ تحریک جاری کی گئی تھی ۔ وہ پیارا اپنے فضل سے اس تحریک کا یہ سال بھی بڑی برکتوں سے اختتام پذیر فرمائے اور مالی قربانی پیش کرنے والوں کو اپنی رحمت سے بے انتہاء عطا کرے ۔

خاکسار

ناظم مال وقف جدید

خبریں

ملکی خبریں

○ دو مشیروں سمیت ۲۰ رکنی وفاقی کابینہ نے حلف اٹھا لیا ہے ۔ اراکین کے نام اور محکمے مندرجہ ذیل ہیں ۔

غلام مرتضیٰ خان جتوئی ۔ مواصلات ، میر ہزار خان بجرانی ۔ ریلوے ، اسلام نبی ۔ پیداوار ، سیّد طارق محمود ۔ ہاؤسنگ و ورکس ، سیّد علی گوہر شاہ ، سرتاج عزیز خزانہ اضافی چارج اقتصادی امور ، سردار یعقوب خان ناصر ۔ ماحول و اربن افیئرز ، صاحبزادہ یعقوب خان ۔ خارجہ ، چوہدری شجاعت حسین صنعت اضافی چارج داخلہ ، مولانا محمد عبدالستار خان نیازی لوکل گورنمنٹ رورل ڈویلپمنٹ اضافی چارج سپیشل ایجوکیشن سوشل ویلفیئر ، سید فخر امام تعلیم اضافی چارج قانون و پارلیمانی امور ، ملک نعیم خان تجارت ، چوہدری نثار علی خان ۔ پٹرولیم ، چوہدری حامد ناصر چٹھہ منصوبہ بندی ترقیات اضافی چارج سائنس ، سیّد تسنیم نواز گردیزی صحت ، جنرل (ریٹائرڈ) عبدالمجید ملک ۔ خوراک وزراعت ، محمد اعجاز الحق لیبر ۔ افرادی قوت اور سمندر پار پاکستانیوں کے امور ، روئیداد خان ۔ مشیر ، سیّد اجلال حیدر زیدی مشیر برائے دفاع ۔

○ وزیر اعظم نواز شریف نے کابینہ کی حلف برداری کی تقریب میں صحافیوں کو بتایا کہ کابینہ میں مناسب وقت پر اضافہ کیا جائے گا ۔

○ الیکشن کمیشن نے پی ڈی اے کے مسٹر احمد حسن کو مالاکنڈ سے قومی اسمبلی کے لئے منتخب قرار دے دیا ہے ۔

○ صدر غلام اسحٰق خان جاپان کے شہنشاہ اکی ہیٹو کی رسم تاجپوشی میں شرکت کیلئے جاپان روانہ ہو گئے ہیں ۔ ان کے ہمراہ ان کی بیگم ، وزیر خارجہ صاحبزادہ یعقوب علی خان اور دیگر اعلیٰ افسران ہیں ۔

○ پنجاب اور سرحد میں غیر مسلم صوبائی نشستوں پر نتائج کا اعلان کر دیا گیا ہے ۔

○ پاکستان نے پہلے ایک روزہ کرکٹ میچ میں ویسٹ انڈیز کو چھ رنز سے ہرا دیا ۔ فاسٹ باؤلر وقار یونس کو مین آف دی میچ قرار دیا گیا ۔

غیر ملکی خبریں

○ مقبوضہ کشمیر میں مزید ۱۷ ۔ افراد ہلاک ہو گئے ہیں ۔ ان میں بھارتی پیرا ملٹری فورس کے ۳ ۔ افراد ، نو بھارتی شہری اور پانچ کشمیری حریت پسند شامل ہیں ۔ آٹھ افراد زخمیوں میں شامل ہیں ۔ ہلاک اور زخمی ہونے والے پالم پور ، اننت ناگ اور سرینگر میں مختلف واقعات کے نتیجے میں ہلاک یا زخمی ہوئے کشمیری حریت پسندوں نے بھارتی جارحیت کے جواب میں اپنی کارروائیوں میں اضافہ کر دیا ہے اور آٹھ بلڈنگوں کو بموں کے دھماکوں کے ذریعے نقصان پہنچایا ہے ۔

○ بھارتی پنجاب میں مسلح سکھوں نے ۷ ۔ ہندوؤں کو ہلاک کر دیا ہے ۔

○ سعودی عرب کے شاہ فہد نے ملک میں انتظامی اصلاحات کا اعلان کیا ہے ۔

○ آئرلینڈ میں پہلی بار ایک خاتون مسز رابنسن ملک کی صدر منتخب ہو گئی ہیں ۔

○ ایران کے صدر ہاشمی رفسنجانی نے خلیج کے معاملات میں پُرامن حل سے مایوسی ظاہر کی ہے ۔

○ لندن میں برطانیہ کی وزیر اعظم مسز تھیچر نے کہا ہے کہ اگر عراق نے کویت سے فوجیں واپس نہ بلائیں تو فوجی حل کے سوا خلیج میں اور کوئی چارہ نہیں رہے گا ۔

○ روس کے صدر گورباچوف نے کہا ہے کہ کسی کو یہ سوچنا بھی نہیں چاہیئے کہ امریکہ اور روس کے درمیان خلیج کے مسئلے پر کوئی اختلافات ہیں ۔

○ جرمنی اور روس نے دوستی اور جنگ نہ کرنے کے ۲۰ سالہ معاہدے پر دستخط کئے ہیں ۔ اس معاہدے پر روس کے صدر گورباچوف اور جرمنی کے چانسلر مسٹر کوہل نے دستخط کئے ۔ مسٹر گورباچوف نے کہا کہ اس سے یورپ میں دوستی کی نئی فضا قائم ہو گی ۔

الفضل میں اشتہار دے کر اپنی تجارت کو فروغ دیں ۔

ضرورت ہے

ہمیں اپنی فیکٹری کے لئے چند محنتی ، صحت مند نوجوانوں کی ضرورت ہے جو پیکنگ کا کام کر سکتے ہوں تعلیم میٹرک یا انڈر میٹرک ہو ۔

میاں بھائی

۱۰ ۔ انٹسگمری روڈ لاہور

فون: ۲۲۳۳۷۲ ۔ ۲۲۳۳۷۳

داخلہ جاری ہے

ٹائپ ، شارٹ ہینڈ کی ضرورت ہر پڑھے لکھے کو پیش آ سکتی ہے ۔ گذشتہ ۱۲ سال سے آپکی خدمت میں پیش پیش ۔

آپکا اپنا :۔ انسٹیٹیوٹ آف کمپیوٹر اینڈ کامرس ۔ ربوہ فون : ۲۴۳

ریلوے روڈ دارالرحمت شرقی ۔ ربوہ